خالد
ایڈیٹر
عبدالسمیع خان
اکتوبر ۱۹۸۵ء

خدام و اطفال

اپنے اجتماع میں شمولیت کے لئے تیاری فرمائیں، مرکز میں کثرت سے آئیں نزدیک والے بھی آئیں اور دور والے بھی آئیں! شوق اور رغبت اور دلی دعاؤں سے اجتماع میں شرکت فرمائیں

الداعی:

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمارہ ۱۰ جلد ۳۲

اخاء ۱۳۶۴ ہش

اکتوبر ۱۹۸۵ء

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

ماہنامہ خالد ربوہ
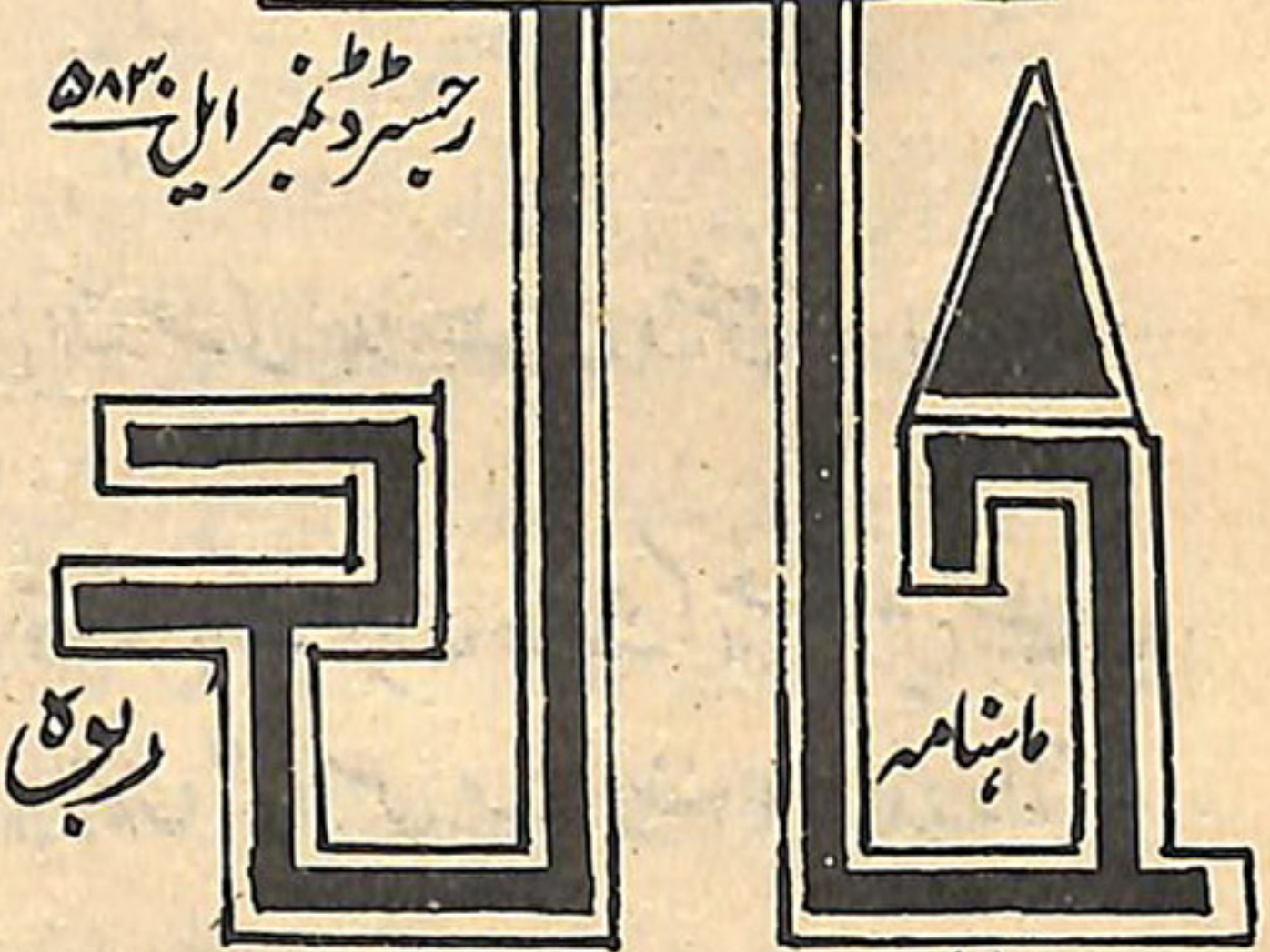
ایڈیٹر:- عبدالسمیع خان

نائب ایڈیٹر:- محمود احمد شاد

معاونین:- عبدالقدیر قمر - عبدالخالق ناصر

قیمت ماہانہ:- ۲/۵۰ روپے سالانہ:- ۲۵/ روپے

ممالک بیرون: ۱۵۰/ روپے

پبلشر: مبارک احمد خالد پرنٹر: سید عبدالحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ کتابت: شیخ عبدالماجد۔ محمود احمد

اداریہ

ہے جواں اپنا عزمِ سفر ساتھیو!

ایک شخص مدینے سے چل کر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دمشق آیا۔ اور ایک حدیث کے بارہ میں سوال کیا۔ حضرت ابو الدرداءؓ نے پوچھا
”کہیں تم تجارت یا کسی اور مقصد کے پیشِ نظر تو نہیں آئے؟ کیا صرف حدیث کی جستجو میں نکلے ہو؟“
اس نے عرض کیا ”جی ہاں! صرف حدیث کی خاطر آیا ہوں“ اس پر حضرت ابو الدرداءؓ نے فرمایا:

”اگر یہی بات ہے تو خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ جنت کی راہ اس پر کھل جاتی ہے اور زمین و آسمان کی تمام مخلوق حتّٰی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی اس کے لیے دُعا کرتی ہیں“۔

پس مبارک ہیں وہ لوگ جو علم اور خصوصاً علم دین کے حصول کے لیے گھر بار کو چھوڑتے ہیں اور سفر اور پردیس کی مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع بھی ایک علمی اور روحانی مائدہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس قسم کے اجتماعات کے ساتھ غیر معمولی برکات وابستہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ ذکرِ الٰہی اور دُعاؤں کے لیے ایک غیر معمولی فضا میسّر آتی ہے اور دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لیے جماعت احمدیہ کے تیسرے امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ
”جو نمائندے ان اجتماعوں میں شامل ہوں گے وہ ایک نئی رُوح اور نئی زندگی لے کر واپس جائیں گے“۔

امسال ایک عرصہ کے بعد ہمیں یہ روحانی ماحول میسر آرہا ہے اور ربوہ اور اہلِ ربوہ اپنے مہمانوں

کے لیے چشم براہ ہیں۔ گو ہمارا پیارا امام اس وقت ہمارے درمیان موجود نہیں مگر کیا بعید ہے کہ
اجتماع میں عاشقانِ زار کی بے تاب دعائیں اللہ کی رحمت کو کھینچ لائیں۔ پس یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ
فَجٍّ عَمِیْقٍ کے الہام کو پورا کرتے ہوئے آپ بھی ابھی سے سفر کا عزم کریں۔ قریب والے بھی آئیں
اور دُور والے بھی آئیں۔ آئیں اور مل کر اپنے ربّ کو پکاریں۔ جو زخمی دلوں کو سہارا دینے والا ہے۔
آپ نیک ارادوں سے اجتماع میں شمولیت کی تیاری کریں مگر یہ نہ بھولیں کہ یہ اجتماع عام میلوں
اور منڈیوں کی طرح نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی برتری پیدا کرنے کے لیے ایک روحانی ریفریشر کورس
ہے اور اگر سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے، روپیہ خرچ کرنے اور آرام کی زندگی ترک کرنے کے
بھی اگر یہاں آکر اجتماع سے استفادہ نہ کیا جائے تو بہت افسوس کا مقام ہے اور حسرت کی جگہ ہے
پس اس نیت کے ساتھ آئیں کہ برکتوں سے اپنی جھولیاں بھر کر واپس جائیں گے۔ بڑے وقار
اور نظم و ضبط کے ساتھ اجتماع میں شریک ہوں جو ہدایات انتظامیہ کی طرف سے دی جائیں ان پر
عمل پیرا ہوں اور ہر لمحہ دعاؤں میں مصروف رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے
اس چشمۂ فیض سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔
اجتماع کی کامیابی کے لیے ابھی سے دعائیں شروع کردیں کیونکہ ہمارا تو اوّل و آخر دعا ہے۔
تدبیروں کے بالے دعا کے شہتیر پر اٹکے ہوئے ہیں۔ آپ کی بے قرار دعائیں ہی ہیں جو اجتماع کو کامرانی
سے ہمکنار کریں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

بیاد حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

خاص نمبر

ادارہ خالد جلد ہی حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی یاد میں ماہنامہ خالد
کا ایک خاص نمبر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے وہ تمام احباب جنہیں کسی
رنگ میں حضرت چوہدری صاحب کی ذات کو قریب یا دور سے دیکھنے کا
موقع ملا ہو وہ اپنے مضامین، واقعات اور نظمیں جلد از جلد ارسال فرمائیں۔
نیز قارئین خالد سے خاص نمبر کے سلسلہ میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(ادارہ)

تبرکات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اُٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دیکر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آواز دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ایک ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی نہیں اُن کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہیئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سُنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے؟ کیا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے؟ اگر تم واقعی ایمان لاتے ہو اور سچی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لو۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۳-۱۹۴)

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے نام

حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام

بنی نوع انسان کی فلاح و بہبودی کیلئے کوشاں رہیں

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان نے ۲۳، ۲۴، ۲۵ راگست ۱۹۸۵ء کو دوسرا یورپین اجتماع منعقد کیا اور اس موقعہ پر ایک سوونیئر بھی شائع کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے ازراہ شفقت سوونیئر کیلئے مندرجہ ذیل پیغام ارسال فرمایا:-

مجھے یہ معلوم کر کے ازحد خوشی ہوئی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان، یورپ کی مجالس خدام الاحمدیہ کے دوسرے اجتماع کے موقعہ پر ایک سوونیئر شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو تمام یورپ کے لیے عظیم روحانی انقلاب کا پیش خیمہ بنا دے اور نوجوانانِ احمدیت کو ایسا زبردست جوش، غیر معمولی ولولہ اور بے مثال جذبہ عطا فرمائے کہ وہ مستقبل کی ہر ذمہ داری کو کمال خوبی کے ساتھ ادا کر سکیں۔ آمین۔

میرے نہایت پیارے عزیزو! درختِ ربانی سلسلۂ احمدیہ کی سرسبز شاخو! اور احمدیت کے نونہالو! ہمارے محبوب امام حضرت ...... المصلح الموعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) نے ۱۹۳۸ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی اور احمدی نوجوانوں کا نام "خدام الاحمدیہ" تجویز فرمایا تا احمدیت کے معیار کے مطابق صرف اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنی جماعت ہی نہیں

پوری دنیا کی خدمت کرنے والے ہوں ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس عظیم الشان نصب العین کی تکمیل کے لیے آپ کی نظر ہمیشہ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کے اس ارشاد پر رہنی چاہیئے ۔

"چاہیئے کہ (دین حق) کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بندگی تم میں قائم ہو ۔ اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے ۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور (دین حق) کے لیے سارے دکھ اٹھاؤ ۔ ولا تموتن الا و انتم مسلمون" (ازالہ اوہام صفحہ ۸۳۶)

یورپ کے احمدی نوجوانوں کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے سب بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور سچی غمخواری میں وقف رہیں اور نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے اور پاک نمونہ سے ثابت کر دیں کہ انسانی تعلقات کے دائرہ میں بھی (دین حق) کی تعلیم ، ہر دوسری تعلیم سے افضل اور اعلیٰ اور اکمل اور احسن ہے ۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ احمدیہ) اس تعلیم کا نچوڑ چند فقروں میں یہ بیان فرماتے ہیں کہ :-

"قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو ۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لیے عام ہو ۔ مگر جو تیرے خدا کا دشمن ۔ تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیئے کہ تو انکے اعمال سے دشمنی رکھے نہ اُن کی ذات سے ۔ اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے ۔ بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو ۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اُن سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی ۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ تم مخلوقِ خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُن کے حقیقی رشتہ دار ہو ۔ جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں ۔ کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے ، لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی

نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۸)

بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کا اوّلین تقاضا یہ ہے کہ اُن کی مادی فلاح وبہبود سے بڑھ کر اُن کی روحانی فلاح وبہبود کے لیے کوشش کریں اور اس کوشش میں اپنے آقا و مولا پیغمبر کامل حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلوب سیکھیں اور آپ ہی کے رنگ پکڑیں۔ جس طرح آپ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے ہمہ وقت غم وفسردگی میں مبتلا رہتے تھے اور اپنی جان کو یہ ایک روگ سا لگا رکھا تھا۔ چاہیئے کہ آپ میں سے بھی ہر ایک اسی جانکاہی اور دلسوزی کے ساتھ فریضہ (دعوت الی اللہ) ادا کرے اور چین سے نہ بیٹھے جب تک مغرب سے سچائی کے سورج کے طلوع ہونے کے آثار ہویدا نہ ہو جائیں اور وہ صبح صادق نمودار نہ ہو جائے جس کی بشارت مُخبرِ صادق نے ہمیں ۱۴۰۰ برس پہلے دی تھی۔ مغرب سے اس طلوع آفتاب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ربانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت وکفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائینگے اور ان کو (دین حق) سے حصہ ملے گا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ مَیں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے (دین حق) کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اوّل سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵)

پس اے میرے عزیزو! آپ کامل یقین اور توکل اور صبر اور استقلال اور جانسوزی اور وفا داری کے ساتھ اپنی تمام صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے اُن روشن دنوں کو قریب تر لانے کی کوشش کرتے رہیں، جن کا آنا آسمان پر مقدّر ہو چکا ہے اور دعا سے بھی کسی وقت غافل نہ رہیں۔ کیونکہ یہ دُعا ہی ہے جو ہماری کوشش کے لیے رنگ خاکوں میں کامیابی کے رنگ بھرتی ہے اور ہمارے منصوبوں کی بے جان تصویروں کو زندگی عطا کرتی ہے۔ بظاہر یہ کام ہماری طاقت سے بڑھ کر اور سخت مشکل بلکہ محال نظر آتا ہے مگر بہر حالت یہ ہو کر رہے گا۔ یہ ایک تقدیر مبرم ہے جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر (دینِ حق)۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر (دینِ حق) کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا۔ نہ کُند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔"

وقت اب نزدیک ہے

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحیٔ حق نے اس سے دل بے تاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے

بہ صدائے فقیرانہ حق آشنا

حضور نے سورۃ الصافات کی آیات ۱۰۰ تا ۱۱۱ تلاوت فرمائیں اور ان کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ذبح عظیم سے مراد مینڈھا نہیں بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے جنہیں خدا کی راہ میں عمر بھر کے لیے قربان کر دیا گیا تھا۔

فرمایا: عظیم سے مراد زمانے کی عظمت بھی ہے کہ ایک لمبے زمانہ تک قربانیاں چلنی تھیں اور پھر آخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر قیامت تک قربانیوں کا ایک زمانہ چلنا تھا۔ پس اس لحاظ سے پہلا ذبح عظیم اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور آخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ کی اتباع میں یہ سلسلہ قیامت تک ممتد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ حضور نے آیات قرآنی کے حوالہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سلامتی آخرین میں بھی باقی رکھی گئی یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگ درود شریف بھیجیں گے تو ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی قربانیوں کو بھی یاد رکھیں گے پھر درود شریف میں لفظ کما کا حل بھی اس طرح مل گیا کہ لفظ کما یہاں مرتبے کی برابری کے لیے نہیں بلکہ قربانی کی نوعیت کے لحاظ سے آیا ہے۔ ورنہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین پر خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہر لحاظ سے زیادہ ہیں اور ہر لحاظ سے افضل ہیں۔ بہر حال یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانیوں کی توفیق بخشی گئی تھی اور

کثرت کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں

انہی قربانیوں کی وجہ سے آپ پر سلامتی بھیجی جاتی ہے
اس زمانے میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے درود
شریف سے جس طرح استفادہ کیا۔ وہ غیر معمولی
امتیازی شان کا حامل ہے۔ چنانچہ اس کی
برکت سے فرشتوں نے آپ
کے گھر میں نور کی مشکیں
انڈیلیں اور
یوں بھی ہوا کہ کشف کی
حالت میں دیکھا کہ فرشتے ڈھونڈتے
پھرتے تھے کہ کون ہے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس قدر محبت کر رہا ہے۔ پس جب
آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں
تو آپ پر بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور
آپ کے لیے قربانیوں کا ایک مقام متعین ہوتا ہے
اور فرمایا کہ درود کے ذریعہ آپ کے تقویٰ اور
قربانیوں کا معیار بڑھتا ہے اور ہر شخص میں ایک
نئی عظمت پیدا ہوتی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سچی محبت اور پیار میں
اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور جماعت کی طاقت میں
اضافہ ہوگا اور آپ کی دعائیں مقبول ہونے لگیں
گی۔ اپنی دعاؤں میں تسبیح و تحمید کے بعد سب
سے پہلے درود شریف پڑھا کریں تو دعاؤں میں
مقبولیت ہوگی اور ہر راہ میں آپ کو محمدیت کھڑی
نظر آئے گی جو آپ کے مقام اور مرتبے کو مزید بلند
کرتی چلی جائے گی۔ فرمایا کہ درود شریف کا آخری زمانہ
سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس لیے یہ سخت محرومی ہوگی کہ
درود شریف سے استفادہ نہ کیا جائے۔ حضور نے فرمایا
کہ میں نے یہ لازم پکڑا ہوا ہے کہ جب بھی دعا کرتا ہوں
تو پہلے درود شریف پڑھتا ہوں اور پھر دعا کرتا ہوں
کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہی طریقہ سکھایا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ
آپ کے لیے قربانیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے
جس کے نتیجہ میں درود شریف کے
مطابق آپ کی آئندہ نسلیں ان
کی قربانیوں کی وجہ
سے آپ پر درود اور
سلامتی بھیجیں گی پس دعا کریں
کہ یہ دور ایسا عظیم دور ہو جائے کہ آسمان
کی کہکشاں بن جائے اور آئندہ نسلیں ان راستوں پر
چلیں اور ترقیات کی منازل طے کریں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا کہ قربانیاں دینے
والے اپنے بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور
ان لوگوں کے لیے بھی دعا کریں کہ جو لاعلمی میں ایسی
حرکتیں کر رہے ہیں جو اسلام کی بدنامی کا موجب بن
رہی ہیں۔ اسی طرح حضور نے احمدیت پر فدا ہونے
والوں اور انکے لواحقین کیلئے دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ راگست ۱۹۸۵ء :-

حضور نے سورۃ زمر کی آیت ۱۱ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ غم اور خوشی، خوف اور امید انسانی طبائع پر مختلف رنگ میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ کفار پر مذہبی طور سے کوئی ابتلا آتا ہے تو وہ یَئُوسٌ کَفُورٌ ہو جاتے ہیں اور جب انہیں کوئی خوشی ملتی ہے تو فَرِحٌ فَخُورٌ ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی سی بات پر ہی اُچھل پڑتے ہیں، لیکن اس کے مقابل پر مومنوں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر انہیں کوئی غم پہنچتا ہے تو وہ حوصلے میں اضافہ کا باعث اور عزم میں تقویت کا موجب ہوتا ہے اور جب ایمان کی آزمائش ہوتی ہے تو فزادھم ایمانا کی کیفیت ہوتی ہے اور جب کوئی کامیابی اور خوشی میسر آتی ہے تو عاجزی اور انکساری میں اضافہ ہوتا ہے۔ فرمایا عمل کی دنیا میں ان دونوں کیفیات کو دنیا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مشاہدہ کیا۔ چنانچہ جو لوگ عرب کے انتہائی بہادر اور عظیم لوگ تھے۔ وہ جب مومنوں کے مقابل پر آئے تو اپنے حوصلے ہار گئے۔ جنگ احزاب میں بھی عجیب وغریب مناظر سامنے آئے کہ عرب کے قبائل تو بوکھلا گئے لیکن مومنوں میں فزادھم ایمانا کے نظارے نظر آنے لگے۔

حضور نے فرمایا آج جماعت احمدیہ پر جو دور گزر رہا ہے یہ وہی دور ہے مگر دورِ آخرین ہے مومنوں کے کردار میں فرق کی وجہ صرف ایمان ہے۔ پس میں جب جماعت کو غموں اور مصائب کی طرف توجہ دلاتا ہوں تو ان میں ناامیدی، مایوسی اور غم جگہ نہیں پاتے بلکہ ان کے حوصلوں اور جذبوں اور ایمانوں میں ایک جلا پیدا ہوتی ہے اور جب میں اس کے برعکس خوشیوں کی باتیں کرتا ہوں تو مجھے یقین ہے کہ ایک احمدی بھی جھوٹے اطمینان میں داخل نہیں ہوتا یا فخر اور تعلّی میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ قرآن کریم کے مطابق ان کی قربانیوں کے معیار اور ان کے ایمان اور حوصلے میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے ہمارے لیے ہر حال میں فتح ہے۔ ہمارے غم بھی نعمتیں ہیں اور ہماری خوشیاں بھی نعمتیں ہیں۔

اس ضمن میں حضور نے یورپین مراکز میں سے ایک مرکز واقع ٹلفورڈ کی زمین کے حصول اور اس میں مختلف جماعتی تقاریب کے کامیاب اور ایمان افروز انعقاد کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح حال میں بچیوں کی تین ہفتوں کی "سمر کلاس" جس میں انہیں تعلیم وتربیت اور دینی اقدار سے روشناس کرایا گیا کا تفصیلی ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے کہ للذین احسنوا

انسانی حقوق کے عالمی کمیشن کی قرارداد

فی ھذہ الدنیا حسنۃ و ارض اللہ واسعۃ۔ اس وعدے کو ہم ہر سمت پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسلامی ممالک میں رابطے قائم ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں ایک خوشخبری یہ ہے کہ جماعت احمدیہ پر موجودہ صورت حال کے بارہ میں جنیوا میں جو غور ہو رہا تھا اس میں اب جو ریزولیوشن پاس ہوا ہے اس میں اسلامی ممالک نے پاکستان کے سرکاری موقف کی مخالفت کی ہے اور جماعت کی تائید میں ووٹ دیئے ہیں اسی طرح اسلامی ممالک کے سرکردہ لوگوں نے ہم سے وعدے کئے ہیں کہ جماعت کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے میں وہ ہماری مدد کریں گے حضور نے فرمایا کہ ہر جہت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے وسعت پیدا ہوئی ہے۔ کئی زبانوں میں لٹریچر تیار ہوا ہے۔

حضور نے فرمایا پریس کے لیے ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی تحریک کی گئی تھی اور خدا کے فضل سے سوا دو لاکھ پونڈ کے وعدے آچکے ہیں اور دوسرے ممالک سے بھی وعدہ جات آنے پر امید ہے کہ تین لاکھ پونڈ تک وعدہ جات پہنچ جائیں گے۔ اسی طرح افضال باری تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ایک اشتراکی ملک سے ایک تاتاری پروفیسر نے بیعت کی ہے۔ اسی طرح اور کئی تاتاری لیڈروں سے رابطہ قائم ہوا ہے۔

یوگوسلاویہ میں ایک نوجوان نے دعوت الی اللہ کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ ہنگری میں نیا رابطہ قائم ہوا ہے رینین گراڈ سے ایک بیعت بھی ہوئی ہے اور کئی روسی احمدیوں کا علم بھی ہوا ہے جو پہلے روس میں رہتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ کیا مخالفین اس لیے نکلے ہیں کہ ہماری زمین تنگ کردیں۔ یہ ہماری زمین کس طرح تنگ کر سکتے ہیں۔ یہ منکرین کی تقدیر ہے کہ ان کی زمین تنگ کردی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا مومن دیکھتے ہیں کہ منکرین کا زمانہ لمبا ہوتا جا رہا ہے مگر خدا تعالیٰ یہ بھی ساتھ دکھاتا ہے کہ کس طرح ہر طرف سے منکروں کی زمین تنگ ہوتی جاتی ہے اور ادھر مومنوں کے لیے ہر طرف ارض اللہ واسعۃ کے نظارے نظر آتے ہیں۔

حضور نے فرمایا پس آپ کو مبارک ہو جن کے غم

آپ کے غم بھی مبارک ہیں اور خوشیاں بھی

لے HUMAN RIGHTS COMMISSION

بھی مبارک ہیں جن کی خوشیاں بھی مبارک ہیں۔ جن کے خوف بھی مبارک ہیں۔ جن کی امیدیں بھی مبارک ہیں اور ہر حال میں گزر کر ہم گواہ ہیں۔ ہم شاہد ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی رحمتیں ہی خدا تعالیٰ سے حاصل کی ہیں۔ پس جہاں یہ باتیں ہمیں نئے اطمینان بخشتی ہیں وہاں شکر کی طرف بھی تو توجہ دلاتی ہیں۔ اس لیے کثرت سے خدا تعالیٰ کا شکر کریں۔ دن رات خدا کا شکر کریں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ شکر کرو گے تو پھر میں زیادہ بڑھا دوں گا۔ یہ بھی ایک جہت ہے وسعت کی تو شکر کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اس شکر کے نتیجہ میں بھی آپ کو نئی وسعتیں عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ!

خلاصہ خطبہ جمعہ ۶ ستمبر ۱۹۸۵ء

حضور نے سورۃ کہف کی آخری چار آیات تلاوت فرمائیں اور ان کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب مرحوم ومغفور کے بلند مقام اور مناقب کا تذکرہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت چوہدری صاحب کو تقوی کا عظیم الشان مقام حاصل تھا اور میں نے جیسا کہ ان کو دور و نزدیک سے دیکھا اور ہر زاویہ نگاہ سے ان کی زندگی پر نظر ڈالی۔ اس جائزہ کے مطابق میں یقین کرتا ہوں اور خدا کے حضور مجسم دعا ہو کر کہتا ہوں کہ حضرت چوہدری صاحب جو ہم کو حزیں بنا کر رخصت ہوئے ہیں۔ راضیۃ مرضیۃ کی حالت میں خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے ہونگے۔

حضور نے فرمایا حضرت چوہدری صاحب حضرت بانی سلسلہ کے عشق میں مخمور تھے اور ہمیشہ احسان کے ساتھ آپ کو یاد کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء میں برمنگھم بی بی سی ون میں آپ کا ایک انٹرویو ہوا جس میں انٹرویو لینے والے نے جب یہ سوال کیا کہ آپ کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ کونسا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ واقعہ وہ تھا جب میں اپنی والدہ کے ساتھ بانی سلسلہ کی زیارت کے لیے سیالکوٹ گیا اور میری نظر آپ کے چہرہ پر پڑی اور میں نے اپنا ہاتھ حضرت بانی سلسلہ کے ہاتھ میں دیا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت چوہدری صاحب کو جو رفعتیں اور برکتیں حاصل ہوئیں وہ اسی ہاتھ کی برکت سے ہوئیں اور آپ نے پھر کبھی اس ہاتھ کو نہیں چھوڑا بلکہ آپ حضرت بانی سلسلہ کے ہر حکم کے تابع رہے اور پھر وہ پیشگوئی بھی آپ میں بار بار پوری ہوئی جس کا بار بار ذکر خدا تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ سے کیا تھا کہ

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی

اللہ تعالیٰ ہمیں کئی ظفر اللہ خان عطا فرمائے!

سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔"

یہ پیشگوئی جہاں جماعت کے کئی وجودوں میں پوری ہوئی۔ وہاں چوہدری صاحب کے ذریعہ نمایاں طور پر کئی بار پوری ہوئی۔ سیاست کے میدان میں وکالت کے میدان میں اور تقریر کے میدان میں متعدد مرتبہ آپ نے اس عظمت کے ساتھ مخالف پر برتری حاصل کی کہ اشد مخالف بھی پکار اٹھا کہ اس بطل جلیل نے مخالف کا منہ بند کر دیا ہے

حضور نے چوہدری صاحب کے مزید اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی خدمات کی فہرست تو بہت لمبی ہے مگر یہ جو میں بیان کر رہا ہوں صرف دعا کی تحریک کے لیے اور اس لیے کہ آپ میں سے بھی ایسے وجود پیدا ہوں۔

حضرت چوہدری صاحب کی سیرت کے اور پہلو بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ دنیا کے بڑے عظیم الشان منصب آپ کو ملے - اور ہر منصب آپ کی شخصیت اور مقام سے چھوٹا معلوم ہوتا تھا اور آپ نے اس منصب کو جب چھوڑا تو اسے پہلے سے زیادہ عظمت عطا کر گئے اور آپ کو یہ عظمت اور یہ مقام محض عجز کی وجہ سے ملا۔ کیونکہ عجز ہی ہے جو رفعت اور عظمت عطا کرتا ہے۔ اس ضمن میں ۱۹۴۱ء کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ آپ کے عجز کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو فیڈرل کورٹ آف انڈیا میں جج مقرر کیا گیا تو اس عظیم مقام کے باوجود حضرت فضل عمر کی تحریک پر قادیان کے ارد گرد کے دیہاتوں میں دعوت الی اللہ کے لیے جایا کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ یہ سعادت ہے جو خدا تعالیٰ عطا فرما رہا ہے۔ اسی طرح آپ طبعاً بہادر انسان تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں جب آپ لاہور کے امیر تھے اس وقت کابل میں ایک احمدی کو احمدیت کی وجہ سے قتل کیا گیا تو آپ نے سب سے پہلے اپنا نام حضرت امام جماعت کے حضور پیش کیا کہ میں کابل میں جا کر احمدیت کی اشاعت اور احمدیت کی خاطر جان فدا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ مجھے وہاں جانے کی اجازت دی جائے۔

حضور نے فرمایا کہ سیاست کے لحاظ سے آپ نے بھرپور زندگی گزاری اور حضرت بانی سلسلہ کی پیشگوئی کہ ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ آپ کی ذات میں پوری ہوئی۔ چنانچہ آپ کو جب یونائیٹڈ نیشنز کی جنرل اسمبلی کا صدر مقرر کیا گیا تو خدا تعالیٰ نے آپ کو اس مقام پر پہنچایا کہ جہاں ہر قوم نے اس چشمہ سے پانی پیا۔ حضور نے فرمایا آپ کا وہ دور اگر دیکھا جائے تو یونائیٹڈ نیشنز کی تاریخ میں اخلاقی

دَورِ ابتلاء کے
شیریں ثمرات
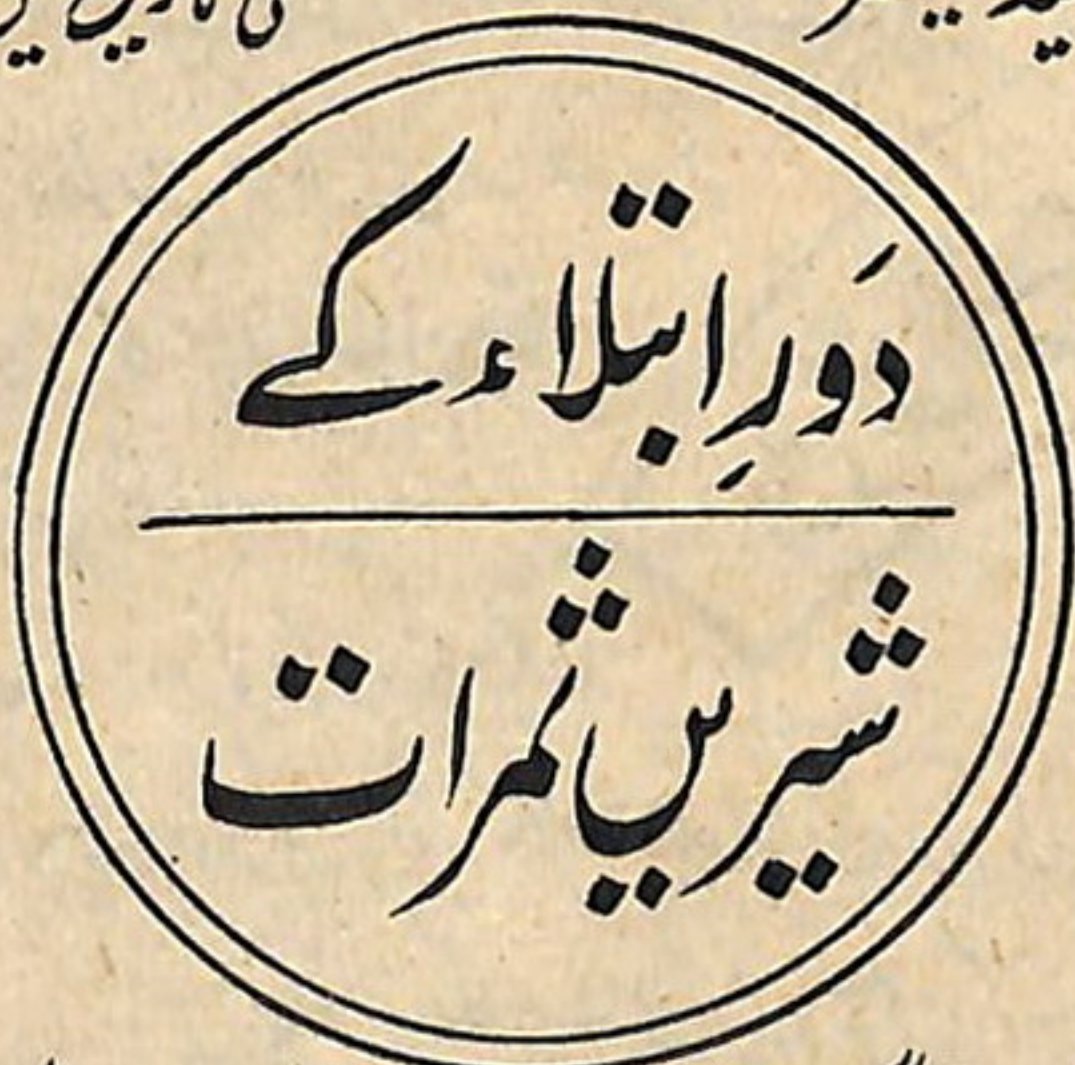
دَور کہلائے گا۔ وہاں آپ نے قرآنی اخلاق کو نافذ کیا اور قرآن کریم کے مطابق اقدار قائم فرمائیں۔ حضور نے

فرمایا حضرت چوہدری صاحب کو صرف عرب دنیا اور فلسطین وغیرہ اسلامی ممالک میں ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک کے حقوق دلانے کے تاریخ ساز کام کی بھی توفیق ملی جس کو قومیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

حضور نے چوہدری صاحب سے اپنے ذاتی تعلق کے مختلف واقعات بیان فرمائے اور آپ کے تقویٰ نماز میں لذت اور خشوع وخضوع وغیرہ کا ذکر فرمایا کہ ذاتی تعلق کی یہ عجیب مثال ہے کہ خلافت کے بعد جب خدا تعالیٰ نے مجھے پہلا کشف دکھایا تو انہیں حضرت چوہدری صاحب کو خدا تعالیٰ سے باتیں کرتے دکھایا۔ آخر میں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے ان کی اولاد، نسلوں، عزیزوں اور پیاروں کو بھی رحمتیں عطا فرمائے اور ہر ایک کو ان کی خوبیاں اپنانے کی توفیق بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ گہرا صدمہ ہے۔ مگر یہ صدمہ مایوسی پیدا کرنے والا نہیں بلکہ مہمیز کی شکل میں ہونا چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمتیں بہت وسیع ہیں۔ اگر آپ چوہدری صاحب کی طرح نہیں بن سکتے تو اپنی اولادوں کو حضرت بانی سلسلہ کی یہ پیشگوئی یاد دلاتے رہیں اور اس پیشگوئی کو ہم ہر دم پورا ہوتے دیکھیں۔ نماز جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

ہالینڈ کے احمدی نوجوان دعوت الی اللہ میں منہمک ہو چکے ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۵ء

ہالینڈ کے نئے مشن ہاؤس کا افتتاح

حضور نے فرمایا کہ جب بھی دشمن جماعت کے لیے زمین تنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے لیے زمین کو وسیع کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس دورِ ابتلاء میں پہلے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام آباد جیسا خوبصورت اور وسیع مرکز عطا فرمایا اور اب یہ ہالینڈ میں دوسرا مشن ہے جو یورپین مراکز سکیم کا بچہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاص تقدیر سے ہمیں یہ عمارت عطا فرمائی ہے جو دراصل چار عمارتوں پر مشتمل ہے اور ہمیں اصل قیمت کے ایک تہائی حصے میں مل گئی ہے۔ یہ علاقہ ہالینڈ کا خوبصورت ترین علاقہ ہے۔ اور سیاحوں کے لیے بہت کشش رکھتا ہے۔ چند منٹ کے فاصلے پر کیمپنگ گراؤنڈز ہیں جہاں جماعتی فنکشن کے دوران رہائش کا انتظام ہو سکتا ہے۔ ہمسائے بھی بہت شریف لوگ ہیں اور مذہبی رجحان رکھتے ہیں اور اعلیٰ ذوق کے حامل ہیں۔ اور جیسا ماحول جماعت احمدیہ کو چاہیئے تھا وہ یہاں میسر ہے۔ یہ کمپلیکس (COMPLEX) سوا ایکڑ (۱¼) زمین پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اگر حکومت اجازت دے تو آئندہ بیت الذکر کو وسیع کر کے دو تین سو نمازیوں

کے لیے جگہ بنائی جا سکتی ہے۔ بلڈنگ کا وہ بلاک جس میں بیت الذکر ہے۔ اُس کے اوپر بائیس رہائشی کمرے ہیں اور غسل خانے اور کچن علاوہ ہیں۔ فروخت کرنے والے حوصلے والے لوگ تھے۔ مکان میں ساری استعمال کی چیزیں اسی طرح جماعت کے لیے چھوڑ دی ہیں دوسری بلڈنگ کرائے پر ہے۔ جب کنٹریکٹ ختم ہو گا تو ہم اس کو استعمال کر سکیں گے۔ تیسرا بلاک سب سے بڑا ہے جو تین منزلہ ہے۔ اور اس میں نو 9 بڑے بڑے ہال ہیں۔ کچن اور ٹائلٹ کی سہولت بھی میسر ہے۔ ان کو مزید تعمیری تبدیلی کے بغیر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جلسہ سالانہ قادیان والے نقوش جس طرح اسلام آباد، برطانیہ میں منتقل ہو چکے ہیں وہ یہاں بھی ہو جائیں گے۔ ہالینڈ کے لیے یہ خوشخبری ہے ہم نے اتنی بڑی جگہ تو نہیں مانگی تھی مگر خدا تعالیٰ نے "تحفۃً" دی ہے۔ ہالینڈ کے لوکل احمدیوں میں بہت اخلاص ہے۔ ہالینڈ کے احمدی نوجوان دعوت الی اللہ میں منہمک ہو چکے ہیں اور امید ہے کہ خدا اس کمپلیکس کو بھی جلد بھر دے گا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اتنی بڑی عمارت جماعت کے استعمال سے زیادہ ہے۔ لیکن جماعت جتنی ترقی کرے گی عمارتیں پیچھے رہ جائیں گی۔

حضور نے فرمایا کہ حکومت سے اجازت ملنے پر یہاں بچوں کے لیے ایک سکول قائم کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ نیز یہاں اشاعت کے نقطہ نظر سے بہت اچھی جگہ میسر آگئی ہے۔ حضور نے واقفین عارضی کو یہاں آکر خدمت دین کرنے کی تحریک کی۔ آخر پر حضور نے جماعت احمدیہ ہالینڈ کو بالخصوص اور ساری دنیا کی جماعتوں کو بالعموم کثرت سے دُعائیں کرنے کی تحریک فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ جماعت ہالینڈ کو اس مرکز کے خریدنے کے بعد بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو دُعاؤں کی مدد سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز جمعہ میں سو سے زائد مرد و زن نے شرکت کی۔

افتتاح کی دوسری تقریب:

افتتاح کی دوسری تقریب شام چھ بجے اس نئے مرکز کے ہال میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں مقامی ڈچ افراد کو مدعو کیا گیا تھا۔ ستر غیر مسلم ڈچ افراد نے اس تقریب میں شرکت کی۔ شہر کے میئر اور بہت سی ممتاز شخصیات نے بھی شرکت کی نیز پریس کے نمائندگان بھی اس تقریب میں شامل ہوئے تلاوت و نظم کے بعد مکرم ہبۃ النور صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ہالینڈ نے حاضرین کو مختصراً جماعت احمدیہ اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔ جس کے بعد حضور نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

جس کا ترجمہ ساتھ ساتھ مکرم عبد الحمید VANDERVELDEN صاحب نے کیا۔ حضور نے اس پر معارف خطاب میں نہایت دلکش انداز میں حاضرین کو احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے کام میں اتنی وسعت پیدا کرے گا کہ یہ کمپلیکس (COMPLEX) جو اس وقت ڈچ جماعت

کی تعداد کی نسبت بڑا نظر آتا ہے، چھوٹا رہ جائے
فرمایا میری اس اُمید کی بنیاد یہ ہے کہ ڈچ قوم
خوبصورتی کو بہت پسند کرتی ہے ۔ اور اسکے مزاج
میں منافقت نہیں ہے جو وہ ظاہر کرتے ہیں وہی ان
کے اندر بھی ہے ۔ اس کا اظہار ان کی اس عادت
سے بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھروں کی کھڑکیوں کے
پردے ہٹا دیتے ہیں ۔ اور باہر سے انکے
گھروں کا اندرونی حصہ
صاف نظر آتا ہے ۔ جو بہت
ہی خوبصورتی سے سجائے ہوئے ہوتے ہیں
اس عادت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ڈچ اپنا
اندرونہ چھپاتے نہیں اور وہ اندر اور باہر سے ایک ہی
ہیں اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے یہ بہت اعلیٰ خاصیت
ہے ۔ حضور نے حاضرین جلسہ کا شکریہ
ادا کیا اور ان کا بھی شکریہ ادا کیا جو اس تقریب میں شمولیت
کے لیے خود حاضر نہ ہو سکے لیکن محبت کے اظہار کے لیے
انہوں نے پھولوں کے تحفے بھیجے تھے ۔ حضور کے خطاب
کے بعد حاضرین نے سوالات کئے جن کے سیر حاصل جوابات
حضور نے ارشاد فرمائے ۔ بعد ازاں شہر کے میئر نے مختصر
تقریر کی جس میں اس نے ڈچ قوم کی خوبیاں بیان کرنے پر
حضور کا شکریہ ادا کیا ۔ نیز کہا کہ ڈچ قوم غیر ملکی افراد
سے ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتی ہے آپ کیساتھ بھی ہمارا
یہی سلوک رہے گا ۔

اس کے بعد آخر میں حضور نے میئر کا شکریہ ادا کرتے
ہوئے فرمایا کہ جماعت سے بھی آپ کو کبھی شکایت کا موقع
نہیں ملے گا ۔

اس تقریب کے بعد جملہ حاضرین کو جماعتِ احمدیہ
ہالینڈ نے عشائیہ پیش کیا جس میں حضور نے بھی شرکت فرمائی ۔

ہم محبت سے ارضِ بلجیم کے دل جیتیں گے

احمدیہ مشن ہاؤس بلجیم کا افتتاح :-

حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء
۵ بجے شام احمدیہ مشن ہاؤس بلجیم کا افتتاح فرمایا ۔ مشن
ہاؤس کے وسیع لان میں حضور سے جملہ حاضرین نے
ملاقات اور مصافحہ کا شرف پایا ۔ ماکولات اور مشروبات
سے مہمانوں کی تواضع کی گئی ۔ علاقے کے
میئر MR. J. BALKENIERS
نے تقریب میں شرکت
کی اور حضور
سے جماعتی حالات
اور عام دلچسپی کے
موضوعات پر گفتگو کی بلجیم
کے مقامی شہری
اور احباب جماعت مرد و خواتین کم و بیش ایک سو کی تعداد
میں شامل ہوئے
تلاوتِ قرآن کریم
اور جماعت کے تعارف کے بعد حضور نے حاضرین کو اپنے
خطاب سے نوازا جس کا ترجمہ مقامی زبان میں ساتھ
ساتھ پیش کیا گیا ۔ باوجود انتخابی اور دیگر مصروفیات کے
میئر نے آخر وقت تک کارروائی میں شرکت کی ۔
حضور نے باہمی امن اور
محبت کے ذریعہ بلجیم کے لوگوں کے دل احمدیت کی خاطر

جیتنے کی نوید دی۔ خطاب کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس کے دوران بعض مقامی لوگوں نے اپنی طرف سے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار بھی کیا۔ آخر میں حضور نے میئر کو ڈچ ترجمہ قرآن کریم کے تحفہ سے نوازا۔ مقامی احباب سمیت حاضرین کی تعداد ایک سو پچاس تھی۔ اس میں برطانیہ، اور یورپ کے ممالک ہالینڈ سوئٹزرلینڈ، جرمنی، ڈنمارک، ناروے اور سویڈن کے علاوہ بعض عرب ممالک اور پاکستان کے احباب نے بھی شرکت کی۔

ملک بلجیئم میں احمدیت کی اشاعت کے مرکز کے طور پر حال ہی میں خریدکردہ جائیداد کا رقبہ تقریباً پونے دو ایکڑ ہے جس پر دو منزلہ خوبصورت عمارت کے علاوہ ایک وسیع مسقف حصہ موجود ہے۔ جس کو بیت الذکر کے طور استعمال کیا جائے گا۔ یہ عمارت برسلز شہر کے مغرب میں بہت صاف ستھرے ماحول میں واقع ہے۔ عمارت کے عقب میں ڈیڑھ ایکڑ پر پھیلا ہوا خوبصورت باغ ہے۔ حضور کے حالیہ دورۂ یورپ میں یہ دوسرا مرکز ہے جس کا افتتاح حضور نے فرمایا۔

●

نئی رُوحانی زندگی کا سامان۔ سالانہ اجتماع

جماعتِ احمدیہ کے تیسرے امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ارشادات

- "جو نمائندے ان اجتماعوں میں شامل ہوں گے وہ ایک نئی رُوح اور ایک نئی زندگی لے کر واپس جائیں گے۔"

- "یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے اس لیے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔"

- "ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پُوری کی پُوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔"

- "ہمارا مقصد ہمیں صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب ہم یہ کوشش کریں اور ہماری روایت اور معمول یہ ہو کہ ان اجتماعات میں ہر جماعت کی نمائندگی ضرور ہو۔"

- "پس خدام الاحمدیہ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں۔ اجتماع میں شمولیت کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اجتماع میں شامل ہونیکی کوشش کریں۔ پھر اجتماع کو کامیاب بنانے کی طرف منتظمین بھی توجہ دیں۔"
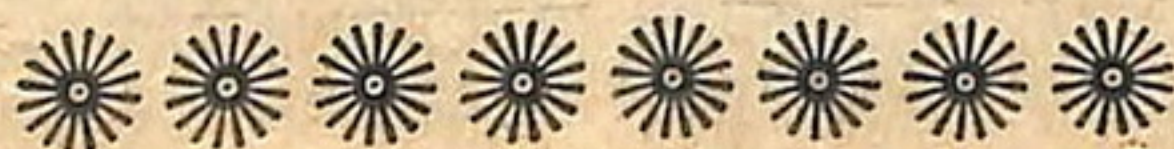
ہم نے سیکھا ہے حوادث میں بھی پلتے رہنا

سالانہ اجتماع کے متعلق ضروری ہدایات

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا چالیسواں سالانہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ اکتوبر ۱۹۸۵ء اخاء ۱۳۶۴ ہش کو اپنی شاندار روایات کے ساتھ ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے انشاء اللہ العزیز۔

یہ اجتماع حسب سابق دار العلوم غربی میں تعلیم الاسلام کالج کے بالمقابل گراؤنڈ میں منعقد ہوگا۔

قائدین علاقہ۔ قائدین اضلاع اور قائدین مقامی اس اجتماع میں خود بھی ضرور شامل ہوں اور دیگر مجالس کی بھی بھرپور نمائندگی کی کوشش فرمائیں تا زیادہ سے زیادہ خدام اس اجتماع کی برکات سے مستفیض ہو سکیں۔

خدام جب اجتماع پر آئیں تو قائد مقامی سے تصدیق کروا کر اپنے ہمراہ لاویں اور کوشش کریں کہ ۱۷ اکتوبر کی شام تک ربوہ پہنچ جائیں۔ خدام کے لیے کھانے کا انتظام مقام اجتماع ہی ہوگا۔ خدام اپنے کھانے کے برتن ساتھ لائیں اور قائدین کرام کھانا لینے کے لیے بالٹیاں ہمراہ لاویں۔

حسب دستور امسال بھی سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خدام الاحمدیہ کی مجلس شوریٰ منعقد ہوگی۔ شوریٰ کے لیے ہر مجلس اپنے خدام کی تعداد کے مطابق ہر بیس اراکین پر یا بیس[2] کی کسر پر ایک نمائندہ بھجوائے گی۔ قائد مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے نمائندہ ہوں گے اور مجلس کے لیے نمائندگان کی مقررہ تعداد میں شامل ہونگے۔ نمائندگان شوریٰ کے اسماء مرکز میں بھجوانے ضروری ہیں۔

دوران اجتماع مرکز کی طرف سے ایک صنعتی و معلوماتی نمائش کا بھی انتظام ہوگا۔ قائدین مجالس خدام کو اس نمائش میں شمولیت کی تلقین فرمائیں اور خدام کے ہاتھ کی بنی ہوئی اشیاء اجتماع شروع ہوتے ہی منتظم صاحب صنعتی نمائش کے سپرد کر دیں۔ یہ سب اشیاء بعد از اجتماع بحفاظت واپس کر دی جائیں گی اور

اعلیٰ نمونوں پر انعام بھی ملیں گے۔ اس سلسلہ میں خصوصی دلچسپی رکھنے والے خدام کے اسمائے فوری طور پر مرکز کو مطلع کیا جائے۔

علمی مقابلے

امسال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر حسب ذیل تفصیل سے علمی مقابلے ہونگے۔

۱۔ ترجمہ تفسیر القرآن۔ ۲۔ مطالعہ حدیث۔ ۳۔ مطالعہ کتب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ۔ ۴۔ مقابلہ عام معلومات ان چاروں مقابلوں کے تین معیار ہونگے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

معیار اول:۔ گریجویٹ۔ ایم۔ اے فاضل عربی اور جامعہ احمدیہ کے درجہ رابعہ اور اوپر کے طلباء۔

معیار دوم:۔ ایف اے۔ بی۔ اے کے طلباء اور جامعہ کے درجہ ثالثہ تک کے طلباء۔

معیار سوم:۔ میٹرک اور میٹرک تک کے طلباء۔

مندرجہ ذیل مقابلوں کا صرف ایک معیار ہوگا۔

۱۔ حفظ قرآن (نیز حفاظ) ۲۔ تلاوت کلام پاک ۳۔ حفظ نظم ۴۔ نظم خوانی۔ ۵۔ مشاہدہ معائنہ ۶۔ پیغام رسانی ۷۔ مضمون نویسی۔ ۸۔ تقریری مقابلہ معیار خاص۔ ۹۔ پرچہ قرآن کریم۔ ۱۰۔ ذہانت و معلومات۔

ورزشی مقابلے

مندرجہ ذیل اجتماعی ورزشی مقابلہ جات ہونگے۔

۱۔ فٹ بال۔ ۲۔ والی بال سیمشنگ ۳۔ رسہ کشی ۴۔ باسکٹ بال۔

باسکٹ بال (صوبہ سندھ، بلوچستان، صوبہ سرحد

ساٹھ لاکھ آئیں ہوش رُبا
قلب کو ہوش مند رکھنا ہے
پستیوں میں گرائے جانے پر
حوصلوں کو بلند رکھنا ہے

و پنجاب۔ ماسوائے باسکٹ بال باقی اجتماعی مقابلہ جات کے لیے ٹیموں کی ترتیب درج ذیل ہوگی۔

۱۔ سرگودھا ڈویژن۔ فیصل آباد ڈویژن انچارج قائد صاحب علاقہ سرگودہا۔

۲۔ لاہور ڈویژن۔ گوجرانوالہ ڈویژن انچارج قائد ضلع لاہور ۳۔ ملتان ڈویژن۔ ڈیرہ غازیخان ڈویژن۔ بہاولپور ڈویژن انچارج قائد علاقہ ملتان۔ ۴۔ صوبہ سندھ ماسوائے کراچی انچارج قائد علاقہ حیدرآباد ۵۔ پنڈی ڈویژن۔ صوبہ سرحد و آزاد کشمیر انچارج قائد علاقہ راولپنڈی ۶۔ کراچی ڈویژن و صوبہ بلوچستان انچارج قائد ضلع کراچی۔ ۷۔ ربوہ انچارج مہتمم صاحب مقامی ربوہ۔

انچارج صاحبان اپنی ٹیموں کے نام ۱۵ اکتوبر تک مرکز میں بھجوا دیں مندرجہ ذیل انفرادی ورزشی مقابلہ جات ہونگے دوڑ ۱۰۰ میٹر ۴۰۰ میٹر اور ۱۵۰۰ میٹر۔ اونچی چھلانگ لمبی چھلانگ گولہ پھینکنا۔ تھالی پھینکنا۔ نیزہ پھینکنا۔ نشانہ غلیل۔ وزن اٹھانا۔ کلائی پکڑنا ★

گذشتہ سے پیوستہ

دائم رہے ہر سر پہ یہ شفقت بھرا سایہ

تسلسل کیلئے خالد اگست ۸۵ء

محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

جلسہ سالانہ کے ایام میں دستور کے مطابق اپنے پیارے محبوب سے شرفِ ملاقات کا ایک روح پرور پروگرام ترتیب دیا جاتا ہے جس میں ہر پروانہ قرب کی لذتوں سے ہمکنار ہو کر حرارتِ ایمانی کے نتیجہ میں حیاتِ نو پاتا اور دیر تک اس پیار بھرے لمس کے احساس سے روحانی بالیدگی کا حظ اُٹھاتا ہے۔

ایک محو کی کیفیت، وجد کی حالت اور خود فراموشی کا عالم طاری ہوتا ہے۔ ایک نورانی وجود! اور وارفتگان و شیفتگان کا ہجوم قطار اندر قطار!! ایک آگ ہے! جو التہابِ عشق میں ہر پروانہ کو اپنے اندر جذب کرتی جا رہی ہے۔ ایک سمندر ہے! جو گردابِ محبت میں ہر قطرہ کو اپنے اندر سموئے جا رہا ہے۔ ایک دل ہے! جو اپنے پیار کی ارتعاشی لہروں سے ہر قریب آنے والے کی روح، قلب اور جذبات کو گھائل کرتا جا رہا ہے۔

دونوں طرف سے پیار کا ایسا دلکش اظہار کہ جہاں پیمانے چھلک پڑیں، ضبط کے بندھن ٹوٹ جائیں۔ غلام کی یہ آرزو کہ کاش یہ لمحہ ابدیت کا روپ دھار جائے اور آقا کی یہ خواہش کہ ؎

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد
ہزار بار برو صد ہزار بار بیا

اور پاکستان کے احمدیوں کے لیے تو یہ کیفیت اور زیادہ وجد آفریں تھی۔ حضور ایک ایک کو شرفِ معانقہ بخش رہے تھے۔ ایک دفعہ وقت بہت زیادہ ہونے کے پیشِ نظر حضور کے آرام کی خاطر یہ فیصلہ ہوا کہ سلسلۂ ملاقات میں صرف مصافحہ کی پابندی کروائی جاوے لیکن قربان جاؤں اس شمع کے جس نے خود بڑھ کر پروانے کو اپنے ہالہ میں لے لیا اور پھر سے معانقہ کا روح بخش سلسلہ شروع ہو گیا۔

پیارا آقا ہر ایک سے فرداً فرداً خیریت دریافت فرماتا۔ اپنائیت کا ایسا سماں کہ جس پر قرابت کے تمام رشتے قرباں! ہر لفظ کرب کی ایک لہر

تھا جس کا حلقۂ خلیج ذہن میں وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا تھا۔

امرھم شوریٰ بینھم

جلسہ سالانہ کے فوراً بعد اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں دو روزہ مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ تقدیر نے اس جگہ کو ایسے رنگ میں پہلے سے تیار کیا ہوا تھا جو ہماری ابتدائی ضروریات کو پورا کر سکے۔ چنانچہ اسمبلی ہال جس میں اس مجلس کی کارروائی جاری تھی ایک وسیع و عریض ہال تھا جس کے ایک طرف بلند سٹیج تھا اور اس سٹیج پر جانے کے لیے دونوں طرف سیڑھیاں نصب تھیں اس ہال کے ایک کونے میں مستورات کے لیے پردہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ کم و بیش ۴۸ ممالک کے نمائندگان نے اس میں شرکت کی۔

ان دو روزہ اجلاسات میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر وسیع مساعی رو بہ ترقی کا جائزہ لیا گیا۔ مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ ہوا۔ براعظم افریقہ۔ یورپ۔ امریکہ۔ آسٹریلیا۔ ایشیا میں جدید مشنز کے امکانات پر غور کیا گیا۔ یورپ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جدید مشنز کے اجراء اور کئی مشنز کی توسیع کے بارہ میں سکیم مرتب کی گئی۔ خانہ ہائے خدا کی مقامی جماعتوں کے تعاون سے وسیع پیمانے پر تعمیر کا منظم پروگرام بنایا گیا۔ احمدیت کی اشاعت کے روح پرور مشاہدات کو سنکر اللہ تعالیٰ کی اس جماعت پر پیار کی نظر سے ہر دل جذبات تشکر سے لبریز ہو رہا تھا اور اس کی حمد کے ترانے گا رہا تھا ایک عرب شاعر کہتا ہے ؎

اذا سد منه منخر جاش منخر

کہ اولوالعزم اور صاحب ہمت و جرأت شخص کے اگر ایک جادۂ منزل کو مسدود کر دیا جائے تو اس کی بسالت و جرأت کے صدقے کئی اور راہیں پیشوائی کے لیے بچھ جاتیں اور اس کی قدمبوسی پر فخر محسوس کرتی ہیں۔ یہی حال الٰہی سلسلوں کا ہے کہ انکی ترقی میں بڑی سے بڑی طاقت بھی روک نہیں بن سکتی۔ اور ان پر ایک دروازہ بند کیا جاتا ہے تو تائیدات الٰہیہ ان کے لیے ان گنت دروازے وا کر دیتی ہیں۔ اور پورا عالم تکوین ان کے لیے "کانت ابوابا" کا مصداق ہو جاتا ہے۔

مختلف ممالک سے آئے ہوئے نمائندگان نے اپنے اپنے ملک میں احمدیت کی ترقی اور نئے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اس میں تیزی و مستعدی پیدا کرنے پر اظہار خیال کیا اور اللہ تعالیٰ

یاد رکھو جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے خدا تعالیٰ اُسکو مشکلات سے رہائی دیتا ہے اور انعام و اکرام بھی کرتا ہے اور متقی خدا کے ولی ہو جاتے ہیں۔ تقویٰ ہی اکرام کا باعث ہے۔"
(ملفوظات جلد چہارم ص۳۶۲)

کے بے پایاں احسانات کے تذکروں سے یہ معطر مجلس بالآخر اسی کے حضور عاجزانہ اور نیازمندانہ دُعا پر منتج ہوئی۔

اپنے پیارے آقا کے شب و روز کی مصروفیات

ہر صبح تیری شاموں پہ فدا ہر شام تیری صبحوں پہ نثار

کا تذکرہ کرنا ایک سعی لا حاصل ہے۔ شب و روز کا ایک ایک لمحہ "دست درکار و دل بایار" کے مصداق عملِ پیہم سے معمور۔ تحریر و تقریر کا ایک ایک لفظ محبت الٰہی اور عشق محمدی کے جذبہ سرمد سے مخمور۔

نماز فجر کے بعد ومبلڈن پارک میں سیر کے لیے حضور تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے خدام کو بھی شرف معیت و مرافقت بخشتے ہیں۔ احقر الغلمان کو بھی چند روز ساتھ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سیر کا ایک روٹ مقرر ہے جو قریباً ۵ میل کا فاصلہ بنتا ہے۔ حضور یہ فاصلہ کافی تیز رفتاری سے طے کرتے ہیں۔ شُستہ مزاح کی چاشنی اور پُرلطف معلوماتی اور خرد افروز گفتگو سے یہ سیرِ روحانی سے مشابہ سیر اتنی جلدی ختم ہوتی کہ دل اسکے امتداد کے لیے چٹکیاں لینے لگتا۔

سیر کے دوران اکثر و بیشتر دوڑ کے مقابلے ہوتے رہے اور ان کے نتائج پر مترتب دعوتوں کا لطف مستزاد تھا۔ نشیب کی طرف دوڑ کے لیے "گھٹنا دوڑ" کی اصطلاح استعمال ہوتی تھی۔ کیونکہ نشیب کی طرف دوڑتے ہوئے گھٹنے کی چولیں ڈھیلی ہو جاتی ہیں اور بریکیں فیل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ خاکسار اور مکرم نسیم مہدی صاحب کے درمیان گھٹنا دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ جس میں مکرم نسیم مہدی صاحب خاکسار سے الجبرے کے منفی طور پر جیت گئے۔ اس طرح لندن قیام کے آخری روز بھی سیر کے دوران حضور نے ازراہ شفقت دو خدام بھائیوں کے ساتھ مقابلۂ دوڑ (جھیل کا ایک چکر) میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس مقابلہ میں خاکسار نے سوم پوزیشن حاصل کی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

سیر کے دوران ایک عجیب دلکش اور ایمان افروز نظارہ جھیل پر دیکھنے میں آیا۔ جھیل میں کئی قسم کے پرندے تھے اس میں سفید پرندے بھی تھے سیاہ اور مٹیالے رنگ کے بھی تھے۔ حضور کی جھیل کے قریب تشریف آوری پر ان میں ایک قدرتی ارتعاش پیدا ہوتا جس کے نتیجہ میں ایک انجانے رنگینی میں منسلک طرح طرح کے راگِ محبت الاپتے۔ وہ سب جھیل کے اس کونے میں جمع ہو جاتے جہاں حضور انکی ڈبل روٹی سے تواضع فرماتے۔ بلکہ مانوسیت کا یہ عالم کہ اگر بعض پرندے جھیل کے اردگرد جنگل میں چلے جاتے

تو اس سراپا پیار کے تجسم کی خوشبو پاکر پرواز کرتے ہوئے قریب آتے اور ساتھ ساتھ چلتے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا! کہ بقول مبارک ؎

شاگردنے جو پایا اُستاد کی دولت ہے

اس منظر کے دیکھنے سے " فصرھن الیك.... ...ثم ادعھن یاتینك سعیا" کی عملی تصویر ذہنی خاکوں میں ابھری جو تفاؤل تھا اس امر کا کہ سنت ابراہیمی کے احیاء کے نتیجہ میں سفید سیاہ اور گندمی رنگ کے طیور روحانی اس نوائے جانفزا کی سروں میں مست ہو کر اخلاص و وفا کی والہانہ فضاؤں میں محو پرواز یہی گیت گائیں گے۔

لبیك لبیك یا سیدی لبیك

جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

دن کے باقی اوقات میں مصروفیات کا یہ عالم کہ کام کی نسبت وقت سمٹتا چلا جاتا ہے۔ وقت کو اپنی قدر و قیمت کا احساس اور شعور آگہی اسی وجود نے بخشا۔ وقت نے اپنے خاکوں میں رنگ بھرنے کا ڈھنگ یہیں سے پایا اس کے کام کو احاطۂ تحریر میں کیسے لایا جا سکے۔ وہ ایک قلب اور کروڑ دھڑکنیں! وہ ایک جگر اور کروڑ گوشے! مرکز ہر دھڑکن اور گوشہ کی بیقراری سے بے تاب! اور ہر لخت اپنی بقائے حیات کے لیے اپنے مرکز سے زندہ تعلق کے لیے مضطرب! اس کے لیے روزانہ سینکڑوں خطوط اور ڈاک کی ترسیل۔

> "جب تک کسی میں تین خصلتیں نہ ہوں وہ اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کے سپرد کوئی کام کیا جائے اور وہ صفتیں یہ ہیں :-
>
> دیانت، محنت، علم
>
> جب تک یہ تینوں صفتیں موجود نہ ہوں تب تک انسان کسی کام کے لائق نہیں ہوتا"
>
> (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۵۴)

ملاحظہ اور جوابات، دیگر ضروری ڈاک۔ طالب علموں کے دعائیہ خطوط۔ الغرض اگر صرف ڈاک کے ملاحظے جوابات اور ان پر دستخطوں کو دیکھا جائے (خصوصاً اسباب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ہر خط کا جواب لازم ہے) تو تکلیف مالا یطاق کا گمان ہوتا ہے اور تائید الٰہی و نصرت ربانی کے ذریعہ ہی یہ ممکن قرار پاتا ہے

اس پر مستزاد یہ کہ فرط بہجت اور جوشِ عقیدت سے شرف زیارت حاصل کرنے والوں کا تانتا۔ فروغ احمدیت کے لیے مختلف ممالک میں بیسیوں مشنز کی کارکردگی کے لیے راہنمائی۔ عالمگیر زبانوں میں قرآن کریم کے علوم کی وسیع اشاعت عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ لٹریچر کی طباعت مجالسِ عرفان اور خطبات ذی شان سے تشنگان روحانیت کے لیے منابع آبِ زلال کا انصباب

ہر گام پر تجلیات الٰہیہ سے تائید یافتہ روحانی انقلاب!
یہ دن کے اوقات جس میں لمحہ لمحہ اپنے اندر مستقبل کا ایک طویل باب سموئے ہوئے ہے ؎
ہیں لمحہ لمحہ کی زد میں صدی صدی کے اصول
رات کے لمحات زندہ و تابندہ ہونے پر ایک کروڑ نفوس کی نبضوں کا ترنّم اور قلوب کی دھڑکنوں کا تنعّم گواہ ہے کہ

- انکی روحانی زندگی میں انقلاب!
- انکی سماجی زندگی کا امتیاز!
- ان کے نخل تمنّا کی سیرابی!
- انکی محروم گودوں کی شادابی!
- انکی حاجت براری و مشکل کشائی!
- ان کے دردِ تنہائی میں بزم آرائی!
- انکی شب ہائے سیاہ میں تنویر کا ساماں!
- انکی تقدیر کی تعمیر میں کوشاں

یہ سب اس پیارے وجود کے افلا اکون عبداً شکوراً" کے تحت عبادت میں حریصٌ علیہ ما عنتم کی کیفیت کے کرشمے ہی تو ہیں۔ وہ آنسو وہ مضطربانہ دُعائیں، وہ قلب بیقرار کی درد والحاح سے التجائیں ہی تو ہیں جو بخارات بن کر عرش الٰہی سے ٹکراتی ہیں اور مستجاب دعوات کی بارش میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔ اور پھر اس سے بھی بڑھکر مادیت کے ظلمت کدہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے چراغ جلانے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے دیپ فروزاں کرنے کیلئے لعلک باخع نفسک کا الاؤ جس کی تمازت آہستہ آہستہ تمام خطہ ہائے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے اور ماہتاب کی تاریک رات میں ضیاپاشی سے ؎
تیرگی صبح کی تنویر بنی جاتی ہے

اُمید

(جناب مبارک احمد ظفر۔ ربوہ)

مطلع گر گرد آلود ہے پھر تو کیا عرش کے بالا خانوں سے یہ بھی ہمیں
دے رہا ہے سنائی کہ چلنے کو ہے رحمتِ حق کی ٹھنڈی ہوا دوستو
اک فجر کا طلوع ہونے والا ہے اب ختم ہونے کو ہے یہ تو ظلمت کی شب
نور ہی نور ہر سو بکھرنے کو ہے ہونگے روشن یہ ارض و سما دوستو
ایک ہی حضرتِ مصطفیٰ کا علم سارے عالم پہ یہ لہلہائے گا اب
ہونگے سب سرنگوں بس یہی ایک ہے جس کے نیچے ملے گی پناہ دوستو
جب فتح کی یہ صبح نکل آئے گی گیت فتح و ظفر کے یہ گائیں گے ہم
ہے ہمارا خدا ایک قادر خدا سب سے بڑھ کر جو ہے باوفا دوستو

دیکھو تو ہم نے پھول کھلائے چمن چمن

واقفین عارضی کی مساعی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے موسم گرما کی تعطیلات میں بہت سے خدام نے وقف عارضی کی بابرکت تحریک میں شمولیت کی۔ ہمیں جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں ان کی مجموعی تلخیص پیش کی جا رہی ہے۔ واقفین عارضی کے اسماء یہ ہیں (وفد نمبر آسانی کی خاطر ہم نے خود لگایا ہے) وفد نمبر ۱ مظفر احمد صاحب اور منیر احمد صاحب شمس، نمبر ۲ فرید احمد صاحب تبسم اور شاہد ربانی صاحب۔ نمبر ۳ حافظ لطف الرحمان صاحب اور عبد الباسط صاحب نمبر ۴ انور طاہر صاحب اور عبد الخالق ناصر صاحب نمبر ۵ محمد محمود طاہر صاحب اور طارق محمود صاحب ظفر نمبر ۶ حافظ سعید الرحمان ناصر صاحب اور منصور احمد صاحب نمبر ۷ عبد القدیر قمر صاحب۔

واقفین عارضی نے اپنی اپنی جماعتوں کے تمام حلقہ جات کا دورہ کر کے احباب اور عہدیداران سے رابطہ قائم کیا۔ نماز باجماعت کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی گئی جس کے عمدہ نتائج برآمد ہوئے۔ چنانچہ وفد نمبر ۷ کے حلقہ میں نمازیوں کی اوسط تعداد ۱۲ سے بڑھ کر ۵۰ تک پہنچ گئی۔ نماز سادہ اور باترجمہ سکھانے کے لیے کلاسیں بھی لگائی گئیں۔ اسی طرح نماز کے مسائل سے بھی آگاہ کیا گیا۔

قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ سکھانے کا انتظام کیا گیا۔ وفد نمبر ۱ نے ۱۳ سورتیں زبانی یاد کرائیں۔ نماز فجر کے بعد ہر مقام پر درس قرآن کریم کا اہتمام رہا۔ عموماً بعد نماز مغرب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس ہوتا رہا۔ وفد نمبر ۴ نے ۸ احادیث زبانی یاد کرائیں۔ وفد نمبر ۲ نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر مشتمل چارٹ تیار کر کے البیت میں آویزاں کئے۔

تربیتی موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔ چند اہم موضوعات یہ ہیں۔ ذکر الہٰی اور استغفار کی اہمیت، غیبت سے اجتناب۔ السلام علیکم کی ترویج۔ تربیت اولاد۔ ہماری ذمہ داریاں۔ تحریک وقف عارضی۔

(باقی ص۳۵ پر)

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بلندی کی طرف

دوسرا یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ

منعقدہ اسلام آباد انگلستان

الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ یورپ کا دوسرا سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۳-۲۴-۲۵ راگست بمقام اسلام آباد (انگلستان) منعقد ہوا جس میں ۱۲ ممالک کے ۹ صد سے زائد خدام، اطفال و انصار نے شرکت کی۔ کوشش کی گئی کہ یہ اجتماع حتی الامکان مرکزی اجتماع کی طرز پر منعقد ہو۔ چنانچہ امسال پہلی دفعہ ۳۷ مجالس نے ۳۴ خیمہ جات نصب کئے اور لندن ریجن کی ۷ مجالس کے ۷ خدام سائیکلوں پر آئے۔

حضور کے ارشاد پر مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ نے اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ آپ ۲۳ راگست کو ۵½ بجے تشریف لائے اور پرچم کشائی کی۔ افتتاحی خطاب سے قبل مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نائب صدر ملک نے حضور کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے پہلے اردو میں اور پھر انگریزی میں خدام سے خطاب فرمایا اور صحابہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ کر کے خدام کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

خاص پروگرام

نماز تہجد، درس قرآن مجید و حدیث اور علماء سلسلہ کی تقاریر کے علاوہ دو دفعہ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ ۲۳ راگست کو علماء سلسلہ اور ۲۴ راگست کو حضور بنفسِ نفیس تشریف لائے اور سوالوں کے جواب دیئے۔ خدام و اطفال کے علمی اور ورزشی مقابلے بھی ہوئے ۲۴ راگست کو ½ ۱۱ بجے کبڈی کا نمائشی میچ ہوا جو حضور نے بھی ملاحظہ فرمایا۔ ایک وقار عمل بھی ہوا۔ تلقین عمل کے پروگرام میں جملہ نیشنل ناظمین نے خدام سے خطاب کیا۔

اجتماع کے دوسرے دن مجلس سوال و جواب سے قبل حضور نے تمام خیمہ جات کا معائنہ کیا اور خوشنودی کے کلمات ارشاد فرمائے۔ اجتماع کے موقع پر ایک

سووینیئر بھی شائع کیا گیا جس کے لیے حضور نے خصوصی پیغام ارسال فرمایا۔ بیسیوں خدام نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے روحانی لذت حاصل کی۔

اجتماع کا اختتامی اجلاس ۲۵ راگست نماز ظہر و عصر کے بعد شروع ہوا جو حضور کی اقتداء میں ادا کی گئیں تلاوت قرآن اور نظم کے بعد حضور نے انعامات تقسیم فرمائے اور پھر انگریزی اور اردو میں اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور کا اختتامی خطاب

حضور نے اجتماع کی غیر معمولی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور انتظامات میں حصہ لینے والے دوستوں کے لیے دعا کی اور فرمایا ہر احمدی اور خصوصاً نوجوانوں پر اس زمانہ میں سب سے بڑا جہاد، سب سے زیادہ اہم تقاضا اور ذمہ داری دعوت الی اللہ ہے یہ دعوت ہر دوسرے مذہب کے افراد کو بھی اور ہر لامذہب شخص کو بھی دینی ہے اور تا دم آخر اس ذمہ واری کی ادائیگی ضروری ہے۔ پس ہر احمدی دعوت الی اللہ میں شامل ہو اور خصوصاً نوجوانوں پر یہ اہم فریضہ ہے۔

جہاں دعوت الی اللہ کے لیے دلائل اور کتب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ وہاں سب سے مقدم ہتھیار دُعا ہے۔ اس کے بغیر کسی کام کی توفیق نہیں مل سکتی۔ نہ پڑھنے اور نہ سمجھنے کی۔ دعا کے بغیر نہ خدا سے محبت کا تعلق پیدا ہو سکتا ہے اور نہ قرآن و حدیث کا علم حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن کریم کے علم کے لیے یہ شرط ہے کہ

لا یمسہ الا المطھرون اسے صرف پاک لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ دُعا کے بعد دوسرا ہتھیار تعلق باللہ ہے کیونکہ ہتھیار خواہ کتنا بھی اعلیٰ ہو اس کو چلانے کے لیے طاقت (انرجی) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں تمام تر طاقتوں کا سرچشمہ تعلق باللہ ہے اور دُعا کی جان بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ہے۔ پس اپنے عسر و یسر میں خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہو تو وہی مشکل میں بھی کام آتا ہے ورنہ مشکل میں تعلق قائم کرنا زیادہ مشکل ہے۔

حضور نے فرمایا دعوت الی اللہ کے لیے تیسرا ہتھیار علم ہے صرف اپنے مذہب کا علم ہی کافی نہیں بلکہ دوسرے مذہب کا اور مذاہب کے علاوہ لامذہب تحریکوں مثلاً کمیونزم وغیرہ کا علم بھی ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا علم حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں ایک مطالعہ اور تحقیق وغیرہ اور دوسرے عملاً میدانِ کارزار میں کودنا اور تجربہ کرنا وغیرہ۔ حضور نے فرمایا علم کے حصول کے لیے کئی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اور پھر بھی انسان صرف اپنے مذہب کا مطالعہ بھی مکمل نہیں کر سکتا اور یہ بہت مشکل ہے کہ ایک شخص اپنے مذہب کا بھی پورا علم رکھتا ہو اور دوسرے مذاہب کا بھی لیکن اس زمانہ میں یہ مشکل اس طرح حل کر دی گئی ہے کہ عام طور پر لوگ مذہب سے دور ہیں وہ خواہ مذہبی ہو یا دہریہ مذہب کا مطالعہ بہت کم رکھتے ہیں اس لیے آپ کو

بات کرنی آسان ہو جاتی ہے ۔

اس کے بعد حضور نے بیرونی جماعتوں میں سے جرمنی کے خدام کے دعوت الی اللہ کے جذبہ کو سراہا اور انکی مزید حوصلہ افزائی فرمائی اور پھر دعوت الی اللہ کی تلقین فرمائی ۔ نیز فرمایا کہ جرمنی والے بعض دفعہ خط لکھتے ہیں کہ ہم دعوت الی اللہ پر بہت زور مار رہے ہیں مگر کامیابی نہیں ہوئی ۔ فرمایا کہ ایسے موقعہ پر آپ کے لیے علم نہیں بلکہ صرف دو ہتھیار باقی رہ جاتے ہیں ۔ دعا اور تعلق باللہ ۔ پس خدا والے بنیں تو آپ کے اندر ایک کشش ہو گی اور دوسرا آپ کے اندر اپنے لیے محبت محسوس کرے گا ۔ اور یہی کشش تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر موجود تھی کہ دشمن بھی آپ کی طرف مائل ہوتا چلا جاتا تھا ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں طاقت عطا فرمائے اور حوصلہ اور موقع دے اور ہم ہر وقت اس کو یاد کرنیوالے ہوں ۔

اس کے بعد حضور نے دعا کرائی اور یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی ۔

متفرق کوائف

اس اجتماع کے ناظم اعلیٰ مکرم محمد صفی صاحب نیشنل قائد برطانیہ تھے ۔ انہوں نے مکرم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اجازت سے ۳۰ افراد پر مشتمل اجتماع کمیٹی تشکیل دی ۔

سیکرٹری اجتماع کمیٹی مکرم مرزا عبدالرشید صاحب نائب قائد نیشنل قائد برطانیہ تھے ۔

مقام اجتماع کی تیاری کے فرائض مجلس ہنسلو نے سرانجام دیئے اور اسے دلہن کی طرح سجا دیا گیا ۔ اجتماع کی مکمل وڈیو فلم تیار کی گئی ۔ امسال پہلی مرتبہ مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان نے کتب و رسائل کا سٹال بھی لگایا ۔

اس اجتماع میں برطانیہ کے علاوہ مغربی جرمنی ، ہالینڈ سپین ، سوئٹزرلینڈ ، فرانس ، ناروے ، مسقط ، بھارت پاکستان ، بلجیم ، سویڈن اور شام کے نمائندگان نے بھی شرکت کی ۔

بقیہ ۔ واقفین عارضی از صفحہ ۲۸

قدرتِ ثانیہ کے نظام کی برکات ۔

وفد نمبر ۱۶۰ نے اپنے حلقہ میں مجالس سوال و جواب منعقد کیں ۔ وفد نمبر ۴ نے جلسہ یوم والدین کا اہتمام کیا اور اطفال کا تقریری مقابلہ کروا کر انعامات تقسیم کئے وفد نمبر ۱ ، ۵ نے ۲ ، ۲ وقار عمل کروائے ۔ وفد نمبر ۱ نے نہر کے کنارے پکنک کروائی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے اور نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے ۔ وفد نمبر ۷ نے کثرت سے دعوت الی اللہ کی تحریک میں شرکت کی ۔

●

خدا تجھ کو دلِ غم خوار بخشے
محبت سے ترا سینہ ہو آباد
چمن میں تو کلی کا ہم نشیں ہو
کہستاں میں تو گزرے صورتِ باد

●

سفرنامہ بھارت

تیسری اور آخری قسط

تسلسل کیلئے خالد اگست ۸۵ء

آئیے اب ہم وقت کی منادی کرنیوالے عجیب وغریب گھڑیال کی طرف آگے بڑھیں ایک لان میں سٹینڈ پر بڑے سائز کا ایک گھڑیال دھرا ہے۔ گھڑیال کے نچلے حصے میں پنڈولم کی جگہ ایک چھوٹا سا بند کمرہ ہے جس میں قریباً دو تین انچ قد کا دھات کا ایک بونا رہتا ہے جس کے ہاتھ میں گھنٹہ بجانے کا ایک چھوٹا سا ہتھوڑا ہے۔ جب گھنٹہ بجنے کا وقت آتا ہے تو گھڑیال کی نچلی منزل کے اس کمرے کا دروازہ کھلتا ہے اور چند سیکنڈ پہلے وہی باوردی بونا بڑی مستعدی کے ساتھ تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا ہے اور جو وقت ہو اس کے مطابق بڑے تحمل سے گھنٹہ بجاتا ہے اور پھر اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہی ہتھوڑا ساتھ لیے آنکھ جھپکنے کی دیر میں الٹے پاؤں کمرے میں واپس چلا جاتا ہے گھڑیال کے اس لان میں گھنٹہ بجنے کے وقت میوزیم دیکھنے والے تماشائی جمع ہو جاتے ہیں اور بڑی بے تابی اور شوق سے موصوف کے کمرہ کا دروازہ کھلنے کا انتظار کرتے ہیں۔ سب کی نظر اشتیاق گھڑیال پر ہوتی ہے۔ تب انتظار کی گھڑیاں کٹھن لگتی ہیں۔ اور پھر جب وہ نظروں کا شہزادہ تیزی سے آتا اور بھاگ کر اندر چلا جاتا ہے تو لوگ تکتے اور ہنستے رہ جاتے ہیں۔ جو شوق

اور وارفتگی کا عالم اس کے آنے اور جانے کے وقت تماشائیوں میں ہوتا ہے اسکی تصویر کشی شاید شاعر کا یہ شعر کرتا ہو۔ ع

زندگی میں دو ہی لمحے مجھ پہ گزرے ہیں کٹھن
اک ترے آنے سے پہلے اک ترے جانے کے بعد

حیدر آباد میں بعض اور عجائب گھر بھی ہیں مگر اس عجائب خانہ کے مقابل سب ہیچ ہیں۔ البتہ ایک عجائب گھر میں ایک ممی شیشے کے تابوت میں بند پڑی ہے۔ اور لوگ مصر کی زندہ ممیوں کے قصے تازہ کرتے اس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اس ممی کو دیکھنے ہم بھی گئے لیکن وہ تماشا نہ تھا جسکا نقشہ ہمارے ذہن نے ممیوں کے افسانے پڑھ کر کبھی بنایا تھا

کہا جاتا ہے کہ یہ مصر کی ایک شہزادی کی ممی ہے جو حیدر آباد کے ایک نواب نے خریدی تھی اور عبرت کدۂ خاص و عام کے طور پر اسے عجائب خانہ میں رکھوادیا۔ یہ ایک حنوط شدہ نعش ہے جو کپڑے کی پٹیوں کی غالباً چھ انچ سے بھی موٹی تہ میں لپٹی ہوئی ہے۔ پاؤں کی طرف سے پٹیاں کچھ پھٹ گئی ہیں اور شہزادی کے پیر کے انگوٹھے کا کھوکھلا سا سرخ ناخن نظر آتا ہے اس کے اندر کا سفید گوشت جھڑ چکا ہے اور نیل پالش کا رنگ باقی ہے۔

حیدر آباد میں دیکھنے کی ایک اور چیز قلعہ گولکنڈہ اور اس کے کھنڈرات ہیں یہ قلعہ فیروز شاہی عہد کی یادگار ہے۔ جس کی تعمیر قریباً ایک سو سال میں مکمل ہوئی تھی۔ قلعہ کیا ہے؟ شہر کا شہر ہے جو کبھی آباد تھا۔

اس شہر میں بادشاہ کی حفاظت کے انتظام خوب تھے۔ گویا بروج مشیدہ کا ایک نشان تھا۔ مگر موت و فنا یہاں بھی آپہنچی۔ پانی کی فراہمی کا انتظام آج سے تین چار صدیاں قبل بھی اس قلعہ میں پانی کے نلوں سے کیا گیا تھا۔ اور گرم اور ٹھنڈے پانی کے الگ الگ نل تھے جن کے شکستہ آثار بھی باقی ہیں۔

بادشاہ محل کی بلند منزل پر رہائش رکھتا تھا اور وہاں تک جانے کیلئے پتھر کی کشادہ سیڑھیاں اب بھی قائم ہیں جہاں سے بادشاہ اور ملکہ کی ڈولی دو چھوٹے قد اور دو بڑے قد کے نوجوان اوپر نیچے لاتے اور لے جاتے تھے۔ چھوٹے قد کے نوجوان جو ڈولی کے پیچھے ہوتے خاص اس مقصد کے لیے بھرتی کیے جاتے تھے تاکہ ڈولی کا توازن برقرار رہے

محل کے عجائبات میں دو چیزیں قابلِ ذکر ہیں۔ ایک تو دیوان خاص کا وہ محل جہاں قدرتی ہوا کا ایسا انتظام ہے کہ اس جگہ بیٹھنے والے کو ہر وقت ہوا کے مسلسل جھونکے آتے رہتے ہیں یہ بجلی کے پنکھے کا ایسا حیران کن متبادلِ دائمی ہے جس کے بگڑنے یا لوڈشیڈنگ کا کوئی امکان نہیں اس علاقہ میں ہوائیں چلتی رہتی ہیں ان سے اس طرح فائدہ اٹھایا گیا ہے کہ ایک بہت بڑا درہ ہوا کیلئے قلعہ کی ایک جانب چھوڑا گیا ہے جہاں سے ہوا اندر آتی ہے اور آگے اسے مختلف موڑوں سے گزار کر دیوان خاص پر کھلا چھوڑ دیا ہے جہاں وہ پورے دباؤ کے ساتھ اس سارے کھلے مسقف محل میں پڑتی ہے۔

یہ جو ہوادار درّے کا ذکر ہے یہ وہی تاریخی درّہ ہے جو اس زمانہ کے "محمود" کی ایک "فتح" کی یادگار ہے۔ لیکن نہ یہ محمود کوئی دنیوی بادشاہ تھا اور نہ یہ فتح کوئی مادی فتح تھی۔ یہ ایک روحانی بادشاہ کی روحانی فتح تھی جس میں علوم کا ایک بحرِ بے کراں اس پر کھولا گیا اور اس درہ میں کھڑے ہو کر بے اختیار کہہ اٹھا

" میں نے پا لیا میں نے پا لیا "

میری مراد حضرت مصلح موعود سے ہے کہ آپ کے سیرِ روحانی کے لیکچرز کا تاریخی کردار قلعہ گولکنڈہ ہی بنا تھا اور اس درہ میں کھڑے ہوئے آپ پر کچھ ایسے روحانی مضامین کھلے تھے کہ بے اختیار آپ کہہ اٹھے "میں نے پالیا" اس تاریخی جگہ پر مع ہمراہیوں کے ہمیں بھی دعا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمدللہ

اس محل کا دوسرا عجوبہ یہ ہے کہ بیرونی گیٹ اور قلعہ کی آخری بلند منزل کا فاصلہ میل کے لگ بھگ ہوگا قلعہ کی اس منزل کے اوپر سنتری کے کھڑا ہونے کیلئے چبوترہ ہے جہاں سے قلعہ کا ماحول دور دور تک نظر آتا ہے۔ ایک محافظ سنتری ہر وقت چبوترہ پر موجود رہتا تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ قلعہ کے بڑے دروازے پر موجود سپاہیوں سے اس کے رابطہ کا عجیب انتظام تھا اور وہ یہ کہ اگر وہ چبوترے سے تالی بجاتا تو اتنے فاصلے کے باوجود بیرونی دروازہ کے سنتری کو اس کی آواز صاف سنائی دیتی تھی اور جواب میں جب وہ سنتری تالی بجاتا تو اس کی آواز بھی قلعہ کی بلند چوٹی پر سنائی دیتی تھی۔ الارم کا یہ عجیب وغریب اور نرالا طریق اپنی جگہ لیکن حیرت اس امر پر ہے کہ آواز پہنچانے کا جو نظام اس میں اختیار کیا گیا۔ وہ اب بھی ایک سربستہ راز ہے اور اب بھی یہ آواز اسی طرح سنائی دیتی ہے۔ ہمارے گائیڈ

> حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے ایک عزیز نے انہیں سیب تحفۃً بھیجے مگر انہوں نے یہ سیب لوٹا دیئے اور ناراض ہوئے کسی نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیے قبول فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ ہدیے ہوتے تھے۔ مگر ہمارے لیے یہ رشوت ہے۔
>
> =•=

نے قلعہ کی اس چوٹی پر کھڑے ہوکر جب ہاتھ ہلا ہلا کر مخصوص سگنل دیکر تین دفعہ تالی بجائی تو دور قلعہ کے گیٹ سے بھی (جو نظروں سے غائب تھا) تین مرتبہ تالی بجنے کی گونج سنائی دی جو بیرونی گیٹ پر موجود پہریدار نے خاص انداز سے بجائی تھی۔ اور جس کا حوصلہ افزائی کا انعام واپسی پر اسے دیدیا گیا۔

حیدر آباد کا چڑیا گھر بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ یہ بہت وسیع وعریض علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر جانور کو اس کا قدرتی ماحول اور فضا میسر ہو اور ایسا ماحول پیدا کر کے جانوروں کو اسمیں کھلا آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ پنجروں میں بند نہیں رکھا گیا۔ ایک حصہ میں یہ انتظام بھی ہے کہ شیر اور چیتے وغیرہ کھلے بندوں پھرتے ہیں اور چڑیا گھر دیکھنے والے موٹروں میں یا گاڑی

میں بند ہو کر چڑیا گھر کے جنگل سے گزر کر انہیں دیکھتے ہیں اور یہ جانور لوگوں کو دیکھتے ہیں چڑیا گھر میں سیر کرانے والی چھوٹی سی ٹرین ہے جو جنگل کی سیر کراتی ہے۔ موٹریں بھی جاتی ہیں۔ ایک اور خوبی اس چڑیا گھر کی یہ ہے کہ اسمیں جانور کافی زیادہ تعداد میں ہیں جن میں تنوع بھی بہت ہے اور کثرت بھی۔

حیدر آباد کے جانوروں کا ذکر ہی اتنا طویل ہو رہا ہے اگر وہاں کے لوگوں اور ان کے پیار و محبت کی داستان چھیڑوں تو وہ ختم ہونے کو نہ آئے گی اور سچ پوچھیں تو یہی وہ داستان ہے جو ہمراہ لایا ہوں۔ پیار و محبت کی داستان!! جو ہمیشہ اس سفر کا عنوان بنی رہے گی۔ لیکن اس داستان سے شاید قارئین کو اسقدر دلچسپی نہ ہو جتنی کہ اس مسافر کو ہے مگر میں سوچتا ہوں کہ اہلِ دکن کے خلوص و محبت کا ذکر کہاں تک کروں اور کس کس کا تذکرہ کروں اندیشہ ہے کہ سب کا ذکر نہ کر سکوں گا اس لیے میں ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے تحت ان تمام احباب کے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں جن کے ساتھ میرا تعلق رہا یا جن کے گھروں میں قیام رہا اور جہاں میں اپنے گھر کی طرح رہا۔

بالآخر میں اس الوداعی منظر کا ذکر کر دیتا ہوں جو جذباتِ محبت کے اجتماع کا مرکز ہوتا ہے۔ عیدالفطر کے دوسرے روز حیدر آباد سے دلی واپسی تھی۔ احباب جماعت کثرت سے سکندر آباد ریلوے سٹیشن پر آئے۔ ایک مہینہ کی مختصر رفاقت تھی لیکن محبت کا یہ عالم تھا جیسے سالوں ایک ساتھ رہنے کے بعد بچھڑ رہے ہوں جیسے کوئی سگا بھائی جدا ہو رہا ہو۔ پھولوں کا ایک ٹوکرا لایا گیا اور اس کے ہاروں سے مجھے لاد دیا گیا۔ میں تو پہلے ہی ان کے خلوص و محبت سے لدا ہوا تھا۔ ان پھولوں نے میری گردن مزید جھکا دی تھی۔ آنکھوں میں محبت کے آنسو اور دل پیار سے رو رہا تھا۔ معانقے اور مصافحے ہوئے دعا ہوئی۔ ہم بھاری قدموں سے گاڑی میں سوار ہوئے۔ گاڑی نے وسل دی اور چل پڑی اور ہم نے بوجھل لفظوں سے دکن کو الوداع کہا۔ الوداع! الوداع!!

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم منیر احمد صاحب جاوید مربی انگلستان سابق ایڈیٹر خالد کو ۱۵ ستمبر کو ایک بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور نے تنویر احمد رکھا ہے۔ نومولود مکرم صوفی نذیر احمد صاحب کا پوتا اور مکرم عبدالغنی صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تنویر احمد کو خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

اخبارِ مجالس

● اجتماعات

دارالذکر فیصل آباد - ۱۴ راگست
ضلع شیخوپورہ - ۱۳، ۱۴ "
ضلع مظفر گڑھ - ۱۴ "
ضلع فیصل آباد ۱۵، ۱۶ "
ضلع ملتان ۱۰، ۱۱ ستمبر

● تربیتی کلاسز

ضلع جھنگ - ۴، ۵ جولائی
مجالس تحصیل چنیوٹ۔ بمقام احمد نگر
۱۵، ۱۶ اگست
ضلع سرگودھا - ۵، ۶ ستمبر

● وقارِ عمل

لانڈھی کورنگی - ۲۶ جولائی
اورنگی ٹاؤن ۹ راگست
جھنگڑ حاکم والا اگست میں ۶ مرتبہ

تقریبات جشنِ آزادی
سرگودھا شہر - احمد نگر
پکنک
اورنگی ٹاؤن کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ ویسٹ کوسٹ ریجن (امریکہ)
اپریل ۸۵ء

لاس اینجلس کے خدام نے وقار عمل کر کے نئی خرید کردہ جگہ کو ہموار کیا۔

مجلس مغربی جرمنی مئی ۸۵ء

۱۶ دفعہ وقار عمل کیا گیا جس میں ۴، گھنٹے وقت صرف ہوا۔ ۴ مجالس میں روزانہ درس کا انتظام ہے۔ ۶ مجالس نے ماہانہ اجلاس منعقد کئے ۱۴۱ خدام نے تحریک دعوت الی اللہ میں شرکت کی ۱۲ خدام نے خطوط کے ذریعہ پیغامِ حق پہنچایا

مجلس اوسلو (ناروے)

۴ رمئی کو مجلس اوسلو کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا۔ تربیتی تقاریر کے علاوہ مکرم ہانسن صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اجلاس میں آئندہ کیلئے لائحہ عمل تجویز کیا گیا۔

مجلس ڈنمارک

۳، ۴ رمئی کو کوپن ہیگن میں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر حضور نے خاص پیغام ارسال فرمایا تھا۔ مکرم کمال یوسف صاحب مربی انچارج ناروے مہمان خصوصی تھے۔ علمی و تربیتی تقاریر کے علاوہ ۱۰ ورزشی اور ۶ علمی مقابلے ہوئے۔

۴ رمئی کو نمازِ ظہر کے بعد مکرم کمال یوسف صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور الوداعی خطاب فرمایا۔

مجلس ربوہ ۔ جولائی اگست ۸۵ء

۳۲ حلقہ جات میں خاص تربیتی تقاریر کروائی گئیں ۱۹ حلقہ جات میں سہ روزہ تربیتی کلاسز کا اہتمام کیا گیا۔ ۲۰ حلقہ جات میں پیغام رسانی کا مقابلہ ہوا جس میں ۱۲۱ خدام نے حصہ لیا۔ دارالرحمت وسطی کے زیر اہتمام آل ربوہ مقابلہ حسن قرأت ہوا۔ نیز آل ربوہ مقابلہ نظم بھی ہوا۔ دارالرحمت غربی کے زیر اہتمام صحت عامہ کے موضوع پر خصوصی لیکچر کروایا گیا جس میں ۱۵۰ افراد نے شرکت کی۔ یوم آزادی کے موقعہ پر آل ربوہ اتھلیٹکس (۱۰۰ میٹر دوڑ۔ اونچی چھلانگ اور لمبی چھلانگ) کے مقابلے کروائے گئے۔ اور رنگ کے تین نمائشی میچ کھیلے گئے۔ ۲۷ مجالس نے سلو سائیکلنگ کا مقابلہ کروایا۔ ۲۰ بوتل خون دیا گیا اور ایک بکرا صدقہ دیا گیا۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ۲۸۷ کلو چاول ۱۹۲ کلو چینی ۱۹۰ کلو سوئیاں ۷۷ کلو گھی ۳۹ کلو مٹھائی اور ۱۲۷۷ روپے نقدی بطور عیدی تقسیم کی گئی۔

۲۳ راگست کو مثالی وقار عمل منایا گیا۔

۱۰۳ خدام نے وقف عارضی کی تحریک میں شمولیت کی۔ ۷ مجالس مذاکرہ ہوئیں۔

(معتمد مقامی)

آخری صفحہ

اور طوفان تھم گیا

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں

" ایک دفعہ خاکسار حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنے گاؤں واپس آرہا تھا کہ وزیر آباد کے قریب دریائے چناب کے ایک ساحلی گاؤں موضع خانکی پہنچا اسوقت چونکہ تھوڑا ہی دن باقی تھا اور مطلع بھی کچھ گرد آلود تھا۔ اس لیے ملاحوں کے کشتی چلانے کا امکان تو نہیں تھا۔ مگر ایک برات والوں کی منت سماجت اور زائد کرایہ کی پیشکش کی وجہ سے آخر وہ کشتی چلانے پر رضامند ہو گئے جسکی وجہ سے مجھے بھی اسی وقت دریا کو پار کرنے کا موقعہ مل گیا۔ خدا کی حکمت ہے کہ جب ہماری کشتی عین دریا کے وسط میں پہنچی تو ادھر سورج قریب الغروب ہو گیا اور دوسری طرف آندھی چل پڑی جس کی وجہ سے ملاحوں نے کہا اب تو سوائے خدا کے اور کوئی چارہ نہیں ہم نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہا تھا کہ شام کے وقت ایسی خطرناک حالت میں جبکہ دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور آندھی کے آثار بھی دکھائی دے رہے ہیں آپ لوگ ہمیں مجبور نہ کریں مگر اسوقت آپ لوگوں نے ہماری بات قبول نہ کی اب ہم کیا کریں۔ جب کشتی میں سوار تمام لوگوں نے حالات کی مایوسی دیکھی تو اسوقت تمام لوگوں نے بے اختیار چلانا شروع کر دیا اور پیر بخاری اور خواجہ خضر اور پیر جیلانی کو یاد کرنے لگ گئے مگر کچھ دیر تک جب صورت حال نہ بدلی تو آخر تمام اہل کشتی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پکار اٹھے اور کہنے لگے اے خدا اب تیرے سوا کون ہے جو اس کشتی کو پار لگائے میں نے جب ان لوگوں کی زاری دیکھی تو اس وقت میں نے بھی دعا شروع کر دی اور چونکہ اس وقت میرے ساتھ حضرت بانی سلسلہ کی بعض مقدس کتابیں بھی تھیں اس لیئے میں نے خدا تعالیٰ کے حضور ان کتابوں کا واسطہ دیتے ہوئے یہ دعا کی کہ " اے مولیٰ کریم اگر ہم سب لوگ اس قابل ہیں کہ اس دریا میں غرق کر دیئے جائیں اور ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں جو ہماری نجات کا موجب ہو سکے تو پھر تو اپنے مقدس اور پیارے بندے کی ان کتابوں کے طفیل جو انہوں نے لوگوں کی ہدایت اور نجات کیلئے شائع فرمائی ہیں۔ اس آندھی کو چلنے سے روک دے اور ہمیں بخیریت کنارے پر لگا دے " خدا جانتا ہے کہ میں نے ایک دو مرتبہ ہی ان دعائیہ کلمات کو دہرایا تھا کہ آندھی بالکل تھم گئی اور ہم سب لوگ بخیر و عافیت کنارے پر پہنچ گئے " (حیات قدسی حصہ دوم صد ۳۴)

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No. L5830 EDITOR ABDUL SAMEE KHAN OCTOBER 1985